3

# خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں وہی لوگ داخل ہوتے ہیں جو اخلاقی لحاظ سے اپنے آپ کو سادہ بنا لیتے ہیں

(فرمودہ 4 فروری 1949ء بمقام سیالکوٹ شہر)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''بارش کی وجہ سے میں جمعہ کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز پڑھا دوں گا۔ میں خود تو مسافر ہوں اور مسافر کے لیے نمازیں جمع کرنا جائز ہوتا ہے لیکن سخت بارش کی وجہ سے چونکہ یہاں کے دوستوں کو بھی نماز میں آنا مشکل ہوگا اس لیے میں عصر کی نماز کو بھی جمعہ کی نماز کے ساتھ پڑھا دوں گا۔

اس کے بعد میں دوستوں کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ نماز کے بعد مصافحہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ جن دوستوں نے بیعت کرنی ہے اُن کی بیعت ہو جائے گی لیکن چونکہ میں نے بعض دوستوں سے نماز جمعہ کے بعد ملاقات کا وقت مقرر کیا ہوا ہے اس لیے مجھے جلدی واپس جانا ہے دوست مصافحہ نہ کریں کیونکہ دیر ہو جانے سے حرج ہوگا۔

اس کے بعد میں دوستوں کو ایک اہم معاملہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کے متعلق

مجھے سیالکوٹ میں ہی ایک رؤیا ہوا ہے۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ گویا میں قادیان میں ہوں اور قادیان میں بھی میں اُس کمرہ میں ہوں جس میں ابتدائی ایام میں ہماری پیدائش سے بھی پہلے جیسا کہ حضرت امّاں جان کی روایت سے معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رہا کرتے تھے۔ مسجد کی سیڑھیاں اُترتے ہوئے ایک دروازہ گول کمرہ کی طرف کھلتا ہے۔ اُس کمرے سے گھر کی طرف جائیں تو اس کے ساتھ ایک کوٹھڑی ہے۔ کوٹھڑی کے ساتھ ایک دالان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتدائی ایام میں جب آپ نے میری والدہ سے شادی کی اسی دالان میں رہا کرتے تھے۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں اس دالان میں ہوں اور کسی شخص نے آکر مجھے تین ہزار پانچ سو پونڈ صدقہ کے لیے دیا ہے اور کہا ہے کہ آپ یہ رقم غرباء پر خرچ کر دیں۔ جس وقت اس شخص نے یہ رقم دی ہے اُس وقت میرے پاس میری بیوی بشریٰ بیگم بھی ہیں۔ میں نے انہیں وہ روپیہ دیا اور کہا کہ یہ روپیہ نذیر کو دے دو۔ نذیر احمد میرا ایک موٹر ڈرائیور ہے۔ اس کا پورا نام نذیر احمد ہے لیکن رؤیا میں مَیں نے صرف نذیر کا لفظ ہی کہا ہے۔ جب میری بیوی بشریٰ بیگم مجھ سے وہ روپیہ لے کر چلی گئیں تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اتنی بڑی رقم میں نے ایک ہی شخص کو دے دی ہے۔ بعض لوگ اعتراض کریں گے کہ اتنی بڑی رقم ایک ہی شخص کو کیوں دے دی گئی ہے۔ میں اس اعتراض کا خود ہی جواب دیتا ہوں کہ آخر دینے والے نے وہ رقم مجھے ہی دی تھی اور اس نے خود ہی کہا تھا کہ یہ رقم جسے میں چاہوں دے دوں۔ اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے؟ پھر میں خود ہی یہ شبہ پیدا کرتا ہوں کہ گو میں نے وہ رقم ایک ہی شخص کو دے دی ہے اور مجھے اختیار تھا کہ جسے چاہوں وہ رقم دے دوں لیکن کیا میں ہر جگہ اعتراضات اور سوالات کے جواب دیتا رہوں گا۔ اِس پر میں نے سوچا کہ میں نذیر احمد سے کہوں گا کہ وہ روپیہ واپس کر دے لیکن مَیں پھر یہ خیال کرتا ہوں کہ روپیہ دے کر واپس لینا ٹھیک نہیں۔ اس کے بعد میں ایک اَور تجویز کرتا ہوں کہ اچھا میں اسے تحریک کروں گا کہ وہ اس روپیہ میں سے کچھ روپیہ واپس کر دے اور اس میں مَیں کچھ اپنے پاس سے ملا کر جماعت کو دے دوں گا تا کہ وہ جہاں چاہے اسے خرچ کر لے۔ میرے دل میں اس قسم کے سوالات اور شبہات پیدا ہوتے ہیں اور میں رؤیا میں ہی ان کے جواب دیتا ہوں۔ اتنے میں میری بیوی واپس آ گئیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا انہوں نے وہ روپیہ نذیر کو

دے دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نذیر تو گھر نہیں تھا میں وہ روپیہ اُس کی بیوی کو دے آئی ہوں۔

میری جب آنکھ کھلی تو میں نے اِس رؤیا کے مضمون پر غور کیا۔ رؤیا کے بعض حصے ایسے ہوتے ہیں جو اصلی ہوتے ہیں اور بعض حصے ایسے ہوتے ہیں جو اصلی نہیں ہوتے بلکہ وہ بطور پسِ پردہ کے ہوتے ہیں جن میں ایک حد تک انسانی دماغ کا حصہ ہوتا ہے۔ یہ مضمون میں نے کئی بار بیان کیا ہے۔ بعض دفعہ انسان خواب میں ایک نظارہ دیکھتا ہے اور وہ اس نظارہ کے بالکل اُلٹ ہوتا ہے جو وہ بیداری میں دیکھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص خواب میں مرنا دیکھے تو اس سے مراد خوشی ہوتی ہے اور اگر کسی غیر معروف مقام پر کسی کی شادی دیکھے تو اس سے مراد موت ہوتی ہے۔ گویا رؤیا میں اگر کوئی مرنا دیکھے تو اس سے مراد زندگی ہوتی ہے اور اگر کسی غیر معروف مقام پر کسی کی شادی دیکھے تو اس سے مراد مرنا ہوتا ہے۔ مرنے کی تعبیر زندگی ہے اور شادی کی تعبیر موت ہے۔ لیکن جب کوئی خواب میں کسی کی موت دیکھتا ہے تو وہ روتا ہے کیونکہ اس دنیا میں جب کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو وہ روتا ہے۔ اِسی عادت کے مطابق وہ خواب میں روتا ہے۔ میں نے غور کرنے کے بعد یہ سمجھا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء نذیر ہوتے ہیں مگر نذیر خدا تعالیٰ بھی ہوتا ہے۔ یہاں نذیر سے مراد خدا تعالیٰ ہے کیونکہ وہ خوشخبریاں بھی دیتا ہے اور تنبیہہ بھی کرتا ہے، سرزنش بھی کرتا ہے اور اپنے بندوں کو ہوشیار بھی کرتا ہے۔

پس میں نے اس رؤیا کی یہ تعبیر کی کہ جماعت پر بعض ابتلاء آئیں گے جن کے دور کرنے کے لیے جماعت کو صدقہ دینا چاہیے۔ میری جب آنکھ کھلی اُس وقت میں نے تین ہزار پانچ سو پونڈ کا اندازہ باون ہزار روپیہ کا لگایا لیکن جب حسابی طور پر اس کا اندازہ لگایا تو یہ رقم اڑتالیس ہزار روپے کے قریب ہوتی ہے۔ اور رؤیا میں مَیں نے وہ رقم جو نذیر کو دی ہے اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ ہمیں یہ رقم خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنی چاہیے۔ اور پھر خواب میں وہ رقم نذیر کو نہیں دی گئی اُس کی بیوی کو دی گئی ہے۔ اِس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ صدقہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں نہیں جاتا اُس کے بندوں کے پاس جاتا ہے۔ جیسے بیوی اپنے خاوند کے تابع ہوتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کے بندے بھی اُس کے تابع ہوتے ہیں۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ اور بندے کے تعلقات خاوند اور بیوی کے تعلقات کی طرح ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے فیض آتا ہے اور بندے اسے

قبول کرتے ہیں جیسے بیوی خاوند کا نطفہ قبول کر کے اسے بچہ بنا دیتی ہے۔ صوفیاء کے نزدیک خدا تعالیٰ اور پیر کو خاوند کی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور بندے اور مرید کو بیوی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ پس چونکہ وہ روپے خواب میں نذیر کو نہیں دیئے گئے بلکہ اُس کی بیوی کو دیئے گئے ہیں اس لیے میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اسی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے بندوں پر رقم خرچ کی جائے۔ اور چونکہ نذیر کا پورا نام نذیر احمد ہے اس لیے احمد سے یہ مراد لی جاسکتی ہے کہ یہ روپیہ احمدی غرباء میں تقسیم کیا جائے۔ باقی جو وساوس پیدا ہوئے ہیں وہ ظاہری حالات کے ماتحت ہیں۔ میں نے رؤیا میں وہ ساری رقم ایک ہی شخص کو دے دی۔ ظاہری حالات میں یہ بات قابلِ اعتراض ہے چاہے دینے والے نے وہ روپے مجھے ہی دیئے تھے اور انہیں جیسے میں چاہوں دے سکتا ہوں۔ مگر سننے والا تو یہ کہہ دے گا کہ اُس سے زیادہ ہم غریب تھے۔ اور چونکہ ظاہری طور پر دنیا میں ایسا ہی ہوتا ہے اس لیے رؤیا کا یہ حصہ اصلی نہیں بلکہ یہ حصہ ظاہری حالات کے تابع ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں جماعت میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ صدقہ دیں۔ یہ صدقہ انہیں روپے کی صورت میں واپس نہیں ملے گا۔ ہاں یوں دوسری شکل میں بڑھ چڑھ کر ملے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں انہیں وہ رقم بڑھا چڑھا کر واپس کی جاتی ہے۔ 1

میں نے جب اس خواب پر مزید غور کیا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ قادیان سے بہت سے لوگ ایسے آئے ہیں جن کے وہاں اپنے مکانات تھے اور ساری عمر میں تھوڑا تھوڑا کر کے جو روپیہ انہوں نے جمع کیا تھا وہ انہوں نے اپنے مکانوں پر لگا دیا تھا۔ انہوں نے اپنی ساری طاقت اِسی بات پر صَرف کر دی تھی کہ وہ قادیان میں مکان بنائیں اور اب ان میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ نئی بستی میں اپنے مکانات بنا سکیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ میں جماعت میں تحریک کروں تا کہ اتنی رقم بطور صدقہ اکٹھی کی جائے۔ خواب میں مَیں نے تین ہزار پانچ سو پونڈ کی رقم دیکھی ہے جس کا اندازہ میں نے باون ہزار یا اڑتالیس ہزار لگایا ہے۔ اگر ایک پونڈ پندرہ روپے کا سمجھ لیا جائے تو پھر یہ رقم باون ہزار روپیہ کی ہو جاتی ہے اور یہ میرا نیم خوابی کی حالت کا اندازہ تھا۔ حسابی طور پر یہ رقم اڑتالیس ہزار روپیہ کے قریب بنتی ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر ہی میں جماعت میں

تحریک کرتا ہوں کہ وہ لوگ جنہیں خدا تعالیٰ توفیق دے خصوصاً وہ لوگ جو گزشتہ فسادات کی زد میں نہیں آئے اور خدا تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا ہے وہ چندہ دیں اور اس روپیہ سے قادیان کے ان غرباء کو جو ربوہ میں مکان بنانے کی طاقت نہیں رکھتے مکانات بنا کر دیئے جائیں۔ ہمارا اندازہ ہے کہ غریبانہ طرز کا مکان جس میں دو تین کمرے ہوں اور وہ کچا بنایا جائے تو اس پر چار سو روپیہ کے قریب خرچ آئے گا۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ابھی مرکزی مکانات بھی کچے بنائے جائیں۔ بہرحال اگر مکانات کچے بنائے جائیں تو ہمارا اندازہ ہے کہ چار سو روپیہ میں ایک احاطہ اور دو تین کمرے بن سکیں گے اور باون ہزار روپیہ میں سوا سو آدمیوں کے لیے مکانات تعمیر کیے جا سکتے ہیں اور چونکہ یہ رؤیا میں نے سیالکوٹ میں دیکھی ہے (یہ رؤیا میں نے کل رات دیکھی ہے) میں نے سمجھا کہ یہ رؤیا یہاں سیالکوٹ میں ہی خطبہ میں بیان کر دوں۔

درحقیقت جماعت کو یہ محسوس ہونا چاہیے کہ ہم نے ایک بہت لمبے عرصہ کے بعد ایک متحدہ جماعت بنائی ہے۔ ہمیں ایک دوسرے کی تکلیفوں کا احساس ہونا چاہیے ورنہ گروہ تو پہلے بھی تھے پھر ایک جماعت بنانے کا کیا فائدہ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ سب مومن ایک جسم کی طرح ہوتے ہیں جیسے جسم کے ایک حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمام جسم متألم ہوتا ہے۔[2] اس طرح مومن پیار اور محبت کی وجہ سے ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کرتے ہیں، اس کے نقصان کو اپنا نقصان خیال کرتے ہیں۔ اِس وقت مادیت کا زور ہے اور اس کے اثر کی وجہ سے بدقسمتی سے ہم دوسرے کی تکلیف کو محسوس نہیں کرتے اور اس کے نقصان کو اپنا نقصان تصور نہیں کرتے۔ تیرہ سو سال کے لمبے عرصہ کے بعد اور انتہائی مایوسیوں اور ناامیدیوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ جماعت بنائی ہے۔ اگر یہ جماعت اُسی طرح کوشش کرتی جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں صحابہؓ نے کی تو یقیناً ہماری جماعت اپنے نیک نمونہ کی وجہ سے بہت زیادہ ترقی کر سکتی تھی۔ اَب تو صاف نظر آ رہا ہے کہ اگر مسلمانوں کے لیے کوئی سہارا ہے تو وہ صرف ہماری جماعت ہی ہے۔ مسلمانوں پر جو متواتر مصائب آئے ہیں ان مصائب کے دوران میں اگر ان کی عزت کسی حد تک بچی ہے تو وہ ہماری جماعت کی وجہ سے ہی بچی ہے۔

پچھلے سال جب میں سیالکوٹ کے بعد پشاور گیا تو وہاں مجھے تیرہ ملکوں کا ایک وفد ملا۔

وہ لوگ بڑے بڑے مَلِک تھے۔ گورنمنٹ کی طرف سے بعض کو بارہ بارہ، تیرہ تیرہ ہزار روپیہ ماہوار وظیفہ ملتا ہے اور وہ آفریدی اور شنواری قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔ مجھے جب ان کے آنے کی خبر ملی تو میں نے ان کے لیے چائے تیار کروائی۔ چائے پینے کے بعد اُن مَلِکوں میں سے ایک نے مجھے پشتو میں یہ کہنا شروع کیا جس کا بعد میں اردو میں ترجمہ کیا گیا کہ آپ حیران ہوں گے کہ ہم آپ کی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ پھر ہم آپ سے ملنے کے لیے کیوں آئے ہیں؟ ہم اپنے یہاں آنے کی وجہ بتاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب پنجاب میں فسادات ہوئے اور ہمارے پاس خبریں آنی شروع ہوئیں کہ فلاں علاقہ سے مسلمان نکل آئے ہیں، فلاں علاقہ سے مسلمان بھاگ آئے ہیں تو شرم کے مارے ہماری گردنیں جھک جاتی تھیں اور ہم سمجھتے تھے کہ اب ہم کسی کو اپنا منہ نہیں دکھا سکتے۔ لیکن جب ہمیں خبریں آنی شروع ہوئیں کہ احمدیہ جماعت مقابلہ کر رہی ہے اور اپنے مرکز کا دفاع کر رہی ہے اور ہوتے ہوتے یہ خبریں آنی شروع ہوئیں کہ اگرچہ گورنمنٹ کا زور بڑھ گیا ہے مگر قادیان کو کُلّی طور پر احمدیوں نے نہیں چھوڑا اور اب بھی وہاں مسلمان موجود ہیں تو ہماری گردنیں اونچی ہوگئیں۔ آپ نے ہماری ناک کٹ جانے سے ہمیں بچا لیا اس لیے ہم شکریہ ادا کرنے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ مذہبی طور پر تو ہمیں آپ سے شدید مخالفت ہے لیکن چونکہ آپ نے ہماری عزت قائم رکھی اس لیے ہم یہاں آئے ہیں تا آپ کا شکریہ ادا کریں۔ اَور بھی کئی واقعات ہیں مثلاً خارجی امور میں چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ مثلاً باؤنڈری کمیشن میں جو آپ نے حصہ لیا اگرچہ اس کا فیصلہ ہمارے خلاف ہی ہوا لیکن سب لوگ یہ تسلیم کرنے لگ گئے ہیں کہ ہر کام صحیح قربانی کے ساتھ احمدی ہی کر سکتے ہیں۔

اب ہمارا غیر بھی سمجھنے لگ گیا ہے کہ ہماری جماعت کو کوئی خاص کام تفویض ہوا ہے لیکن ہماری جماعت ہی اس کام کو نہ سمجھے اور اپنے اندر صحیح تبدیلی پیدا نہ کرے تو اس سے زیادہ بدقسمتی اور کیا ہوگی۔ پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح کرے، اپنے اندر صحیح تبدیلی پیدا کرے اور اپنے آپ کو سچا، مخلص اور سچا مسلم ثابت کرے۔ اگر آج تم اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتے اور آج تم اپنی اصلاح نہیں کرتے تو وہ دن کونسا آئے گا جب تم اپنی اصلاح کرو گے۔ ہر دن جو آتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ہم میں سے بعض مر جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

صحابی ہم سے جدا ہو رہے ہیں اور آہستہ آہستہ وہ دن آ جائے گا جب یہ کہا جائے گا کہ کیا تم میں سے کوئی ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے۔ اور ہمیں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا۔ کیا وہ دن ہو گا جس دن تم اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو گے؟ وہ دن وہی ہو سکتا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہم میں موجود ہوں اور آپ کے دیکھنے والے اور آپ کی باتیں سننے والے ہم میں موجود ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ غیروں کے اندر بھی یہ جذبہ پایا جاتا ہے۔ جب میں لنڈن گیا تو کچھ انگریز مجھے ملنے کے لیے آئے۔ ان میں سے ایک پرانا احمدی بھی تھا۔ وہ میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان لوگوں نے مجھ سے باتیں کرنی شروع کر دیں اور مختلف سوالات کیے جن کے میں نے جوابات بھی دیئے۔ انہوں نے مجھ پر نبوت کے متعلق بھی سوالات کیے اور میں نے انہیں بتایا کہ نبوت کے کیا معنے ہیں۔ نبی خدا تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس سے باتیں کرتا ہے۔ اس احمدی کے اندر یہ باتیں سن کر ایک عجیب سا تغیر پیدا ہوا اور مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے اس نے کہا کہ کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں میں نے آپ کو دیکھا ہے۔ میں خود آپ کا بیٹا ہوں۔ اُس نے پھر پوچھا کیا آپؑ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں سنی ہیں؟ میں نے کہا ہاں میں نے آپ کی باتیں سنی ہیں۔ اس نے پھر سوال کیا کہ کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں میں نے آپ سے مصافحہ کیا ہے۔ میں حیران تھا کہ یہ شخص احمدی ہے اور پھر ایسے سوالات کرتا ہے۔ اس کے بعد اُس کی ایسی حالت ہو گئی جیسے غنودگی کی ہوتی ہے۔ وہ جُھک گیا اور اٹھ کر مجھ سے مصافحہ کیا اور کہا میں اُس شخص سے مصافحہ کر رہا ہوں جس نے اُس شخص سے مصافحہ کیا جس سے خدا تعالیٰ باتیں کرتا تھا۔ غرض دنیا کی نگاہ میں یہ ایک عجیب بات سمجھی جاتی ہے کہ انہیں کوئی ایسا شخص مل جائے جو اُس شخص سے ملا ہو جس سے خدا تعالیٰ باتیں کیا کرتا تھا لیکن یہ لوگ ختم ہو جاتے ہیں تو دنیا پر مُردنی چھا جاتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ کسی طرف دوڑے جا رہے ہوتے ہیں تو اگر اُن سے پوچھا جائے کہ کیا ہے؟ تو وہ کہہ دیتے ہیں بندر کا تماشہ ہے۔ لوگ ایک طرف دوڑے جا رہے ہوتے ہیں اگر اُن سے پوچھا جائے کہ کیا ہے؟ تو وہ کہہ دیتے ہیں مداری کا تماشہ ہے۔ لوگ ایک طرف دوڑے جا رہے ہوتے ہیں اور اگر ان سے پوچھا

جائے کہ کیا ہے؟ تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ کوئی سرکس آیا ہوا ہے۔ لوگ ایک طرف دوڑتے جا رہے ہوتے ہیں اور ان سے پوچھا جائے کہ کیا ہے؟ تو وہ کہہ دیتے ہیں کوئی سینما ہے۔ غرض دنیا کے لوگ چھوٹی سے چھوٹی بات کی طرف دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ عجیب چیز کیا ہوگی کہ ایک ایسا شخص پیدا ہو جائے جسے خدا تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجا ہو اور وہ اُس سے کلام کرتا ہو۔ یہ بات تو اَعْجَبُ الْعَجَائب ہے لیکن وہ لوگ انتہائی بدقسمت ہیں جو اسے سمجھتے نہیں۔ وہ اسے دیکھتے ہیں، انہیں اس کے دیکھنے والے کو دیکھنے کا موقع ملتا ہے لیکن وہ اپنی اصلاح نہیں کرتے۔ وہ خوش نہیں ہوتے کہ خدا تعالیٰ نے ایک عجوبہ ظاہر کیا ہے۔ وہ ایک معجزہ دکھاتا ہے لیکن وہ اس کی قدر نہیں کرتے اور اس کے مطابق اپنے عمل، قول اور افکار کو درست نہیں کرتے۔

ہماری جماعت پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہیں اور ہم ان ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر سکتے جب تک ہم اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کریں۔ ہم فتح حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کے بعد ہی دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔ ہم اُس وقت ہی فتح حاصل کر سکتے ہیں جب ہم اپنے آپ کو اس رنگ میں رنگین کر لیں جس رنگ میں صحابہؓ رنگین تھے۔ جب تک ہم اپنے دلوں کی اصلاح نہ کریں، جب تک ہم اپنے اندر دیانت اور امانت پیدا نہ کریں، جب تک ہم سے جھوٹ اور فریب کی عادت جاتی نہ رہے۔ بلکہ جب تک ہم اپنے اعمال کو سادہ نہیں بنا لیتے، جب تک ہم اپنے آپ کو سادہ مسلمان نہیں بنا لیتے ایسا مسلمان جس کو دوسرے لوگ تو لُوٹ سکتے ہیں مگر وہ خود کسی کو نہیں لُوٹتا۔ جب تک ہم ایسے مسلمان نہیں بن جاتے ہم دنیا کو فتح نہیں کر سکتے۔ دنیا کو وہی لوگ فتح کر سکتے ہیں اور فرشتے انہی لوگوں پر اُترتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں وہی لوگ داخل ہوتے ہیں جو اخلاقی لحاظ سے اپنے آپ کو سادہ بنا لیتے ہیں اور ان کے اندر بے ایمانی، جھوٹ اور فریب کی روح نہیں پائی جاتی''۔ (الفضل 16 فروری 1949ء)

---

1: مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً (البقرۃ:146)

2: مسلم کتاب البر والصلۃ باب تراحم المومنین و تعاطفھم و تعاضدھم